مولانا عبدالوہاب حجازی
استاذ جامعہ سلفیہ بنارس (انڈیا)

○..... مقالات

حدیث میں مذکور حیوانات

اس کائنات کا خالق تنہا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب اس کی مخلوقات ہیں۔ ان کی تعداد کی حد و انتہا کسی کو نہیں معلوم:

" و ما یعلم جنود ربّک الاّ ھو۔"

حیوانات کی انواع و اقسام جس حد تک انسان کے علم میں آسکی ہیں' وہ لاکھوں ہیں۔ ان کی اقسام بجائے خود عجائبات ہیں اور ان کی تخلیق کی طبعی اور علمی باریکیاں خلاّقِ عالم کی منہ بولتی دلیلیں ہیں۔ ماہرینِ علم الحیوانات کی کتابیں پڑھئے اور خالقِ کائنات کی عظمت کے آگے **سربسجود** ہو جایئے۔

کتاب و سنت کی تعلیمات سے یہ بات عیاں ہے کہ اسلام نے حیوانات کو معبود اور الٰہ نہیں قرار دیا ہے' تاہم دنیا کی متعدد قوموں میں حیوانات کی الوہیت کا عقیدہ آج بھی پایا جاتا ہے۔ یہ وحی الٰہی سے الگ انسانی فکر و فلسفہ کا ایک نظریہ ہے جو بد قسمتی سے تصوف' خانقاہ اور مزارات کے راستہ سے مسلمانوں میں بھی ان کے زوال کے زمانوں میں مقبولِ عام ہو گیا۔ اور کہنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ۔

و ما الکلب و الخنزیر الاّ الٰھنا
و ما اللّٰہ الاّ راھب فی الکنیسۃ العیاذ باللہ!

جب کہ اسلام کی نظر میں کتا اور خنزیر نجس العین حیوانات ہیں۔ خالق نہیں ہیں' مخلوقات

ضرور ہیں۔ قرآن وحدیث میں تو کائنات کی تمام اشیاء' حیوانات وچوپائے وغیرہ کے متعلق مذکور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح' اس کے لئے سجدے اور صلوٰۃ میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

" الم تر انّ اللّٰہ یسجد لہٗ من فی السّمٰوٰت و من فی الارض والشّمس والقمر والنّجوم والجبال والشّجر والدّوابّ و کثیر مّن النّاس ؕ و کثیر حقّ علیہ العذاب ؕ و من یّھن اللّٰہ فما لہٗ من مّکرم ؕ انّ اللّٰہ یفعل ما یشاء ۔" (آیت ۱۸)

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کو ہی سجدہ کرتے ہیں جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں' اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی بھی۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر (نافرمانی کے سبب) عذاب آنا لازم ہے' اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اللہ جو چاہے وہ کرتا ہے۔"

حیوانات کی پوجا نہیں ہوگی' البتہ حیوانات کے متعلق اسلام کی یہ تعلیم ضرور ہے کہ ان کے ساتھ رحم واحسان کا برتاؤ کیا جائے۔ جہاد کے ایک سفر میں صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' صحابہؓ چڑیا کے دو بچے پکڑ لائے' محبت و اضطراب میں چڑیا ان کے آس پاس منڈلانے لگی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ منظر دیکھا تو فرمایا کہ "اس چڑیا کے بچوں کو پکڑ کر کس نے اسے اضطراب و بیقراری میں مبتلا کر دیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔"

اونٹوں' گھوڑوں' دنبوں' بکریوں' چیونٹیوں اور دیگر بہت سارے جانوروں کے متعلق آپؐ کا یہی اسوہ اور یہی تعلیم رہی ہے اور اس سلسلہ کے واقعات صحاح ستہ وغیرہ کتبِ حدیث میں صحیح سندوں سے منقول ہیں۔ حدیث میں آپؐ نے جانوروں کو الم اور تکلیف سے بچانے کے لئے باہم لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ حلال جانوروں کو ذبح کے وقت بھی راحت پہنچانے کے لئے آپؐ نے تعلیم دی ہے کہ چھری کو تیز کر لیا جائے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اس کا رتبہ و مقام بہت بلند ہے' اس کی زندگی کے دائرے اور فرائض بھی بہت وسیع ہیں' قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ:

" الم تروا انّ اللّٰہ سخّر لکم مّا فی السّمٰوٰت و ما فی الارض۔" (لقمان: ۲۰)

"کیا تم نے دیکھا نہیں کہ بلاشبہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ہر شئی تمہارے کام میں لگا رکھی ہے"۔

انسان کے بلند مقام کی دلیل ہے' نیز ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ اللہ نے تم انسانوں کے فائدہ کے لئے روئے زمین کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔ ارشاد ہے:

" ھو الّذی خلق لکم مّا فی الارض جمیعا۔" (البقرۃ:۲۹)

مختصر یہ کہ اللہ تعالٰی نے آسمان و زمین کی مخلوقات کو انسانوں کے کام اور نفع رسانی کے لئے تابع بنا رکھا ہے' اور زمین کی تمام چیزوں کو اس کے لئے حلال ٹھہرا دیا ہے' سوائے ان چیزوں کے جن کے حرام ہونے کا ذکر قرآن و حدیث میں کر دیا گیا ہے ...... حدیث میں حیوانات کا ذکر عموماً انہی دونوں پہلوؤں سے آیا ہے۔

حیوانات کے موضوع پر لکھنے کا داعیہ میرے اندر کیوں پیدا ہوا؟ اس پہلو پر جب میں نے تھوڑی توجہ دی تو اندازہ ہوا کہ گردوپیش کی اشیاء سے انس اور ان سے متعلق معلومات کے لئے تجسّس انسان کی طبیعت میں شامل ہے۔ اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں دنیا بھر کے جانوروں کو چڑیا گھروں میں لا کر پالا جاتا ہے اور انہیں دیکھنے کے لئے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ پہنچتے ہیں۔ ایسے موقع پر بچے تو بچے رہے' بوڑھے بھی بچوں ہی کی طرح لطف اٹھاتے ہیں۔ ناچیز کا جب بھی کسی بڑے شہر میں ورود ہوا تو وہاں موجود چڑیا گھر کی سیر کر کے ضرور لطف اٹھایا ہے۔ کراچی اور ریاض کے چڑیا گھروں کی بعض مچھلیوں اور پرندوں کی عجیب و غریب مگر نہایت دلکش صورتیں آج بھی ذہن کے پردے پر ثبت ہیں۔ لوگوں کا یہ طبعی شوق اور تجسّس دیکھ کر یہ خیال آیا کہ انسان اللہ کی پیدا کی ہوئی ان نوع بنوع مخلوقات کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتا ہے' اس ظاہری لطف کے ساتھ ہی خلّاقِ کائنات نے حلت و حرمت اور طیب و خبیث کے جو اصول ان حیوانات کے بارے میں قائم کئے ہیں' انسانی فکر و نظر اور قلوب و طبائع کو ان سے بھی انس قائم کرنا چاہئے تاکہ لطف و تجسّس کا دائرہ مزید وسیع ہو اور حیوانات کے ساتھ انسانی تعلقات کی بنیاد آسمانی تعلیمات کی روشنی میں استوار ہو۔

اس مضمون کے عنوان سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ حدیث کے اندر علم الحیوانات کی تفصیلات تمام جزئیات و کلیات کے ساتھ موجود ہیں۔ حدیث علم الحیوانات کی کتاب نہیں' بلکہ وہ دنیا اور آخرت میں نفع بخش' خیر کی راہیں بتانے والا اور نقصان دہ شر سے بچنے کی تعلیم دینے والا کلام ہے۔ مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں سے چونکہ انسان کا تعلق کائنات کی ہر شی کی طرح حیوانات سے بھی ہے' اس لئے حدیث میں بکثرت حیوانات کا ذکر آیا ہے' اور ان کی حلت و حرمت' طہارت

و نجاست، طیبیت و خباثت، نیز مختلف خواص، اوصاف اور احوال کے اعتبار سے ان سے متعلق اسلام کے احکام اور تعلیمات و آداب کا ذکر کیا گیا ہے۔ طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، شکار، جہاد، دیات اور طعام و غذا وغیرہ سے متعلق مچھلی، ٹڈی، کتے، بلی، مکھی، بکری، گدھے، اونٹ، گائے، بھیڑیئے، چیونٹی، گھوڑے، جوئیں، خنزیر، چوہے، دنبے، مرغ، خچر، گوہ، بجو، خرگوش، گرگٹ، باز، سانپ، بچھو وغیرہ بہت سے انواع و اقسام کے حیوانات کا ذکر حدیث میں آیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے ان کے متعلق تعلیمات و آداب سکھلائے ہیں۔ ان آداب و تعلیمات میں جہاں اسلام کی باریکیاں اور عظمتیں جلوہ گر ہیں، وہیں حیوانات کے ایسے ایسے خواص بھی نمایاں ہو گئے ہیں جو آج کے علمی ترقی کے دور میں بھی ماہرینِ علم الحیوانات کو حیرت زدہ کر دینے والے ہیں۔ یہاں اس طرح کی تمام حدیثوں اور ان میں مذکور حیوانات کا تذکرہ نہیں کیا جا سکتا، اس کے لئے ایک مستقل رسالہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ البتہ چند مخصوص حیوانات کا ذکر میں اپنے اس مقالہ میں کرتا ہوں، اور سب پہلے امام حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی مشہورِ عالم کتاب بلوغ المرام سے کسبِ فیض کرتے ہوئے "مکھی" سے اس گفتگو و بحث کا آغاز کرتا ہوں۔

مکھی

"عن ابی ھریرۃ، قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ سلم اذا وقع الذّباب فی شراب احدکم فلیغمسہ، ثم لینزعہ فانّ فی احد جناحیہ داء و فی الاٰخر شفاءً اخرجہ البخاری و ابو داوٗد و زاد، وٗ انّہ یتقی بجناحہ الّذی فیہ الدّاءٗ و عند احمد و ابن ماجہ، "انّہ یقدّم السّمّ و یؤخر الشّفاء"۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے پانی میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو ڈبو دے پھر اسے نکال دے، اس لئے کہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے (بخاری) اور ابو داوٗد کی روایت میں مزید مذکور ہے کہ وہ بیمار بازو کو بچاؤ کرتے ہوئے آگے کر دیتی ہے، احمد اور ابنِ ماجہ کے یہاں ہے کہ وہ زہر کو پہلے اور شفاء کو بعد میں داخل کرتی ہے"۔

امام محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"امر رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ان تقابل تلک السّمیّۃ بما اودعہ اللّٰہ فیہ من الشّفاء

فی جناحه الأخر بغمسه کلّه فتقابل المادة السّمیّة المادة النّافعة، فیزول ضررها۔" (سبل السلام:١-٥٩)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پوری مکھی کو ڈبو کر اس زہریلے پن کے مقابل دوسرے بازو میں اللہ کے رکھے ہوئے شفاء کو لایا جائے۔ اس طرح زہریلے مادہ کے مقابل نفع بخش مادہ آجائے گا، اور زہر کا نقصان زائل ہو جائے گا"۔

امیر یمانیؒ مزید فرماتے ہیں کہ یہ ڈبونے کے حکم کی علت ہے۔ حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کسی سیال چیز میں اگر مکھی گر جائے تو وہ اسے ناپاک نہیں بنا سکتی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈبو دینے کا حکم دیا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ ایسا کرنے سے بسا اوقات وہ مر جاتی ہے۔ پھر یہ حکم اس جیسے تمام حیوانات کے لئے ہو گا، جن کے سیال خون نہیں ہوتا، جیسے شہد کی مکھی، بھڑ، اور مکڑی وغیرہ (سبل السلام:١-٥٨)

اس حدیث میں اس حیوان کی ایک حالت سے متعلق اسلامی ادب و تعلیم کی نزاکت و طہارت اور عظمت صاف دلیل ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی وحی الٰہی ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے جب نہ سائنس لیبارٹریاں تھیں اور نہ الکٹرانک آلات تھے، ایک چھوٹے سے حیوان کے متعلق اس قدر باریک معلومات اور پھر اس سے متعلق اس قدر باریک اسلامی حکم و آداب کا بیان، سائنس کے ماہرین کو دعوتِ تجدیدِ تحقیق دے رہا ہے۔

خارشتی اونٹ

"**عن ابی هریرة، قال، قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: اربع فی امّتی من امر الجاهلیّة لن یدعهنّ النّاس، النّیاحة والطّعن فی الاحساب، والعدوٰی اجرب بعیر فاجرب مائة بعیر، من اجرب البعیر الاوّل و الانواء مطرنا بنوء کذا۔**" (جامع ترمذی ج١)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں چار خصلتیں امورِ جاہلیت میں سے ہیں، جنہیں لوگ نہیں چھوڑیں گے: (١) میت پر نوحہ کرنا (٢) حسب میں طعن کرنا (٣) متعدی ہونے کا عقیدہ، یعنی ایک اونٹ خارش زدہ ہو گیا تو اس نے سو اونٹوں کو خارشتی بنا دیا، تو پہلے اونٹ کو خارش زدہ کس نے کیا؟ اور (٤) پچھتروں کا عقیدہ، یعنی یہ کہ فلاں پچھتر سے ہم پر بارش ہوئی"۔

اس حدیث میں خارشتی اونٹ کا ذکر عقیدہ عدویٰ یعنی مرض کے متعدی ہونے کے ابطال میں کیا گیا ہے' علمی ترقی کے اس دور میں بھی بڑے بڑے ماہرینِ حیاتیات عقیدہ عدویٰ کے قائل نظر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرض بذاتِ خود متعدی ہوتا ہے اور دوسروں تک پھیل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کے ابطال کے لئے خارش زدہ اونٹ کی مثال دی کہ اگر مرض بذاتِ خود متعدی ہوتا ہے تو پہلے اونٹ کو خارش زدہ کس نے کیا؟ ظاہر ہے کہ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اللہ نے۔ اللہ ہی مریض کرتا ہے اور وہی شفا دیتا ہے' بذاتِ خود کسی مرض میں متعدی ہونے کی طاقت نہیں ہے۔ حدیث میں اس حیوانی مثال سے جہاں اسلامی عقیدہ میں علم کی انتہائی گہرائیوں کا ادراک ہوتا ہے' وہیں حیوانات کی ایک عام بیماری یعنی خارش سے متعلق ماہرین کے لئے بدعقیدگی کے بجائے ٹھوس علمی سلامت روی کی اساس بھی مہیا کی گئی ہے۔

گوہ

" عن ابی سعید انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال : لتتّبعنّ سنن من کان قبلکم حذوالقذۃ بالقذۃ' حتّٰی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموہ قالوا یارسول اللّٰہ' الیہود والنّصارٰی ؟ قال فمن ۔" (رواہ الشیخان واللفظ لمسلم)

" حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم لوگ اپنے سے پہلے کے لوگوں کی پیروی کرو گے اور اس میں ان سے ایسی مشابہت اختیار کرو گے جیسے تیر کی نوک دوسرے تیر کی نوک سے مشابہ ہوتی ہے' یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی داخل ہو گے' صحابہؓ نے کہا: یا رسولؐ اللہ' وہ یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا' وہ نہیں تو کون ہیں؟"

اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپؐ کی امت ہر وہ کام کر ڈالے گی جسے یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے' ان میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑے گی۔ اسی لئے سفیان بن عیینہؒ کہا کرتے تھے:

" من فسد من علماء نافیہ شبہ من الیہود ' و من فسد من عبادنا ففیہ شبہ من النّصارٰی ۔"

"ہمارے علماء میں سے جس میں فساد پیدا ہو اس میں یہود کی مشابہت ہے' اور ہمارے عابد و زاہد لوگوں میں سے جس میں فساد پیدا ہو اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے"۔

اس حدیث میں حیوانات میں سے گوہ کا ذکر کیا گیا ہے' گوہ سے ایک صحرائی حیوان مراد ہے' جس کے خصائص عجیب ہیں۔ صاحبِ تحفتہ الاحوذی' شرح جامع ترمذی' ابنِ خلویۃ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

" انّ الضب یعیش سبع مائۃ سنۃ و انّہ لا یشرب الماء و یبول فی کلّ اربعین یوما قطرۃ' و لا یسقط لہٗ سنّ' و یقال بل اسنانہ قطعۃ واحدۃ "۔

"گوہ سات سو سال تک زندہ رہتی ہے' وہ پانی نہیں پیتی' چالیس دن پر ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے' اس کا دانت نہیں گرتا بلکہ اس کے دانت ایک ہی ٹکڑا ہوتے ہیں"۔

" و حکی غیرہٗ انّ اکل لحمہٖ یذھب العطش' و من الامثال " لا افعل کذ ا حتّٰی یردّ الضّب" یقولہٗ من اراد ان لاّ یفعل الشّئی لانّ الضّب لا یردّ بل یکتفی بالنّسیم و برد الھواء و لا یخرج من جحرہٖ فی الشّتاء "۔(۵-۴۹۲)

"ان کے علاوہ دوسرے نے بیان کیا کہ اس کا گوشت کھانے سے پیاس بجھ جاتی ہے' اس حیوان پر ایک مثال ہے **"لا افعل کذا حتّٰی یردّ الضّب"** یہ ایسا شخص کہتا ہے کہ جو کسی کام کے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا' اس لئے کہ گوہ پانی نہیں پیتی بلکہ نسیم اور ہوا کی ٹھنڈک پر اکتفاء کرتی ہے' اور جاڑے کے موسم میں اپنے سوراخ سے باہر نہیں نکلتی"۔

اس حدیث میں محلِ شاہد گوہ کا سوراخ ہے۔ گوہ کے سوراخ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حیوان اسے نہایت پیچ در پیچ بناتا ہے' گویا لکھنؤ کی "بھول بھلیاں" ہیں۔ اس کا دشمن اسے سوراخ میں نہیں پکڑ سکتا بلکہ الٹے خود ہی نکلنے کا راستہ بھول جاتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کے سوراخ کا تذکرہ غالباً" اس کے اس وصفِ خاص کی مناسبت سے فرمایا ہے۔ یہود و نصارٰی کی ضلالات و بدعات جس طرح پیچ در پیچ تاویلات کی بھول بھلیاں بن کر رہ گئی ہیں' اسی طرح امتِ محمدیہؐ بھی اپنی پیچ در پیچ تاویلات کے ذریعہ تمام ضلالات و بدعات میں یہود و نصارٰی کے مشابہ ہو جائے گی۔ **اعاذ نا اللّٰہ من ذٰلک!**

اونٹ کے پشتینی اوصاف

" عن ابی ھریرۃ انّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم جاءہٗ اعرابیّ فقال : یا رسول اللّٰہ انّ امراتی و لدت غلاما اسود' فقال ھل لّک من ابل ؟ قال : نعم' قال : ما الوانھا؟ قال :

حمر' قال : فیھا من اورق؟ قال نعم' قال : فانّٰی کان ذٰلک ؟ قال : اراہ عرق نزعہ' قال : فلعلّ ابنک ھٰذا نزعہ عرق ۔"(بخاری مع الفتح ۱۲-۱۷۵)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا یا رسولؐ اللہ' میری عورت نے سیاہ فام بچہ جنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اس نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے فرمایا "ان کا رنگ کیا ہے؟" اس نے کہا' "سرخ"۔ آپؐ نے فرمایا: "ان میں خاکستری رنگ کا اونٹ ہے؟" اس نے کہا "ہاں"۔ آپؐ نے فرمایا "یہ خاکستری کیسے ہو گیا؟" اس نے کہا "میں سمجھتا ہوں اسے کسی رگ نے کھینچا ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہو گا"۔

اس حدیث میں اونٹ کی رگ کے کھینچنے کا ذکر ہے' یعنی پوتا' پڑپوتا اونٹ کا بچہ اپنے دادا' پردادا' نانا پرنانا وغیرہ اونٹوں کے اوصاف پر پیدا ہو سکتا ہے' یہ ضروری نہیں کہ بچہ میں صرف ماں باپ ہی کے اوصاف پائے جائیں۔ یہ بات تمام حیوانات پر صادق آ سکتی ہے۔ یہ حیوانات سے متعلق باریک علم ہے اور علم القیافہ کا دقیق نکتہ ہے۔ ساتھ ہی اس علم کے ذریعہ آپؐ نے اسلام کے دفع حدود کی تعلیم دی' اعرابی کی بیوی کو زنا کے شبہ سے بری فرمایا' اور "ابنک" کہہ کر بچے کو اعرابی کا بچہ قرار دیا کہ شاید حیوانات کی طرح انسانوں میں بھی رگیں کھنچتی ہیں۔

اونٹ کے امتیازی اوصاف

" **عن زید بن خالد الجھنی' انّ رجلا سأل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم عن اللّقطۃ فقال عرّفھا سنۃ' ثمّ اعرف و کاء ھاو و عاء ھا' ثمّ استنفق بھا' فان جاء ربّھا فادّھا الیہ' فقال یا رسول اللّٰہ' فضالّۃ الغنم' فقال خذ ھا' فانّما ھی لک اولا خیک او للذّئب' فقال یا رسول اللّٰہ فضالّۃ الابل' قال : فغضب النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم حتّی احمرّت و جنتاہ' فقال مالک و لھا' معھا حذاء ھا و سقاء ھا حتّٰی تلقی ربّھا ۔**"(جامع الترمذی مع التحفتہ ۴-۶۲۰)

"حضرت زید بن خالد جہنیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پڑی ہوئی اور گم شدہ پائی ہوئی چیز کے بارے میں پوچھا' آپؐ نے فرمایا' سال بھر اس کی پہچان کراؤ' پھر اس کے بندھن اور ظرف کی پہچان کراؤ' نہیں تو پھر اس کو خرچ کرو' اگر اس کا مالک آئے تو اسے دے دو۔ اس آدمی نے کہا یا رسولؐ اللہ' گم شدہ پائی گئی بکری کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا' اسے پکڑ لو پھر یا تو وہ تمہاری ہے یا

تمہارے بھائی یعنی مالک کی' یا پھر بھیڑیئے کی' اس نے کہا یا رسولؐ اللہ 'گم شدہ پائے ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ راوی کہتے ہیں' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو گئے یہاں تک کہ آپؐ کے رخسار سرخ ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا' تمہارا اس سے کیا واسطہ؟ یعنی اسے نہ پکڑو' چھوڑ دو۔ اس کے ساتھ اس کی کھر اور اس کا پیٹ اور اوجھڑی ہے' یہاں تک کہ وہ اپنے مالک سے جا ملے"۔

صاحبِ تحفۃ الاحوذی اس کے پیٹ اور کھر کے متعلق فرماتے ہیں:

" فانّ فیہ رطوبۃ یکفی ایّاما کثیرۃ من الشّرب' فانّ الابل قد یتحمّل من الظّماء مالا یتحمّلہ سواہ من البہائم' ثمّ اراد انّہا تقوی علی المشی و قطع الارض و علیٰ قصد المیاہ وورودہا' و رعی الشّجر' والامتناع عن السّباع المفترسۃ"۔ (تحفۃ ۴-۶۲۰)

"اونٹ کے پیٹ میں اتنی رطوبت ہوتی ہے جو بہت زیادہ دنوں تک پانی پینے سے کفایت کرتی ہے۔ اونٹ کے اندر پیاس کو برداشت کرنے کی اتنی قوت ہوتی ہے کہ اس کے علاوہ دوسرے چوپائے اسے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر وہ پیروں سے چلنے کی بڑی قوت رکھتا ہے۔ وہ زمین کی بڑی مسافت طے کر سکتا ہے' پانی کی طلب اور اس سے سیرابی کے لئے دور دور تک چل سکتا ہے' وہ درختوں سے پتے چر چگ سکتا ہے اور درندے جانوروں سے اپنے بچاؤ کی بھی وہ قوت رکھتا ہے"۔

اونٹ کو "صحراء کا جہاز" کہا جاتا ہے۔ صحرائے پر مشقت سفر' اس کی پر صعوبت زندگی اور وہاں پانی کی کمیابی کو دیکھتے ہوئے اونٹ کو صحرائی انسانوں کے لئے اللہ کا مخصوص عطیہ قرار دیا جاتا ہے۔ اہلِ سائنس کہتے ہیں کہ ریتیلے میدانوں میں چلنے کے لئے اونٹ کی کھر اور بے آب و گیاہ صحراؤں کو عبور کرنے کے لئے رطوبت سے بھرا ہوا اس کا پیٹ قوانینِ فطرت کا معجزہ ہے۔ حدیث میں اونٹ کے انہی اوصاف کی نشاندہی کی گئی ہے' جو اس کے نہایت ممتاز اوصاف ہیں۔ اور اسلام نے بکری اور اونٹ کے وصفی فرق کے پیشِ نظر "لقطہ" کے آداب و تعلیم میں بھی فرق کیا ہے' یہ اسلامی آداب و تعلیمات کی باریکی کی بین دلیل ہے۔

(جاری ہے)